جناب عباد اللہ فاروقی ایڈوکیٹ

سلطان ٹیپوؒ

اور

پین اسلامزم

درمیانِ کارزارِ کفر و دین — ترکش مارا خدنگِ آخرین

شہنشاہ عالمگیرؒ کی وفات کے بعد ہندوستان میں بے شمار خود مختار ریاستیں وُجود میں آگئیں جن کے درمیان کش مکش اور خانہ جنگی کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاکر برطانیہ اور فرانس کی سامراجی طاقتوں نے اپنی تجارتی کمپنیوں کے ذریعہ سے ہندوستان میں پاؤں پھیلانے شروع کیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں سامراجی طاقتوں کے درمیان لڑائی ٹھن گئی۔ ان کی فوجیں ہندوستان کے ساحل پر اتر آئیں۔ جنوبی ہند کی تین بڑی طاقتوں میں سے نظام دکن اور مرہٹوں نے انگریز کا ساتھ دیا۔ اس کے برعکس میسور کے حکمراں حیدر علی اور ٹیپو سلطان فرانس کے حلیف رہے۔ کئی خوں ریز معرکوں کے بعد فرانس پٹ گیا۔ فرانس کی شکست کے بعد سلطنت میسور کا بھی خاتمہ ہوا۔

سُلطان ٹیپو شہیدؒ

سلطان ٹیپو کا سلسلۂ نسب شیخ ولی محمد تک پہنچتا ہے جو صحیح النسل عرب اور قبیلہ قریش میں سے تھے۔ تلاشِ معاش کے سلسلہ میں وہ عرب سے بغداد اور بغداد سے دہلی اور دہلی سے گلبرگہ

آکر آباد ہو گئے تھے۔

سلطان کے والد نواب حیدرعلی کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اس لئے حضرت ٹیپو مستان ولی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے بارگاہِ خداوندی میں اولاد کے لیے دعا مانگی گئی، یہ دُعا مقبول ہوئی اور ۱۷۹۲ء میں یوسف آباد میں وہ نامور فرزند اسلام پیدا ہوا جسکا نام حضرت مستان کے نام پر ابوالفتح ٹیپو سلطان رکھا گیا۔

میسور کی دوسری جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ نواب حیدرعلی نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اس کی وفات کے بعد ٹیپو سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی سلطنت کو مستحکم اور منظم کرنا شروع کیا۔ لارڈ کارنواس اس وقت ہندوستان کا گورنر جنرل تھا۔ اس کے سامنے دو مقاصد تھے۔ اول، انگریزی سلطنت کو ہندوستان میں مستحکم کرنا۔ اور اپنے اوپر سے بدنامی کا وہ دھبہ دُور کرنا جو اس پر امریکہ میں تمام برطانوی مقبوضات کو واشنگٹن کے حوالہ کردینے پر لگ چکا تھا۔ ۱۷۹۰ء میں لارڈ کارنواس نے سلطان ٹیپو کے خلاف اس بہانہ سے لڑائی چھیڑ دی کہ ٹیپو سلطان راجہ ٹراونکور پر حملہ کرنے کی تیاری کررہا ہے، جو سلطنتِ برطانیہ کا حلیف ہے۔ اس موقعہ پر یہ ظاہر کردینا بھی ضروری ہے کہ حکومتِ مدراس اس جنگ کے خلاف تھی اور مسٹر ہالینڈ نے جسے مدراس کی گورنری سے مستعفی ہونے پر مجبور کیا گیا تھا، لارڈ کارنواسس کو صاف صاف لکھ دیا تھا کہ ٹیپو سلطان کا ہماری حکومت سے جنگ کرنے کا یا عہدنامہ توڑنے کا کوئی خیال نہیں۔ لیکن لارڈ کارنواسس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بلکہ نظام حیدرآباد دکن اور مرہٹوں کو ساتھ ملاکر منگلور میں ایک زبردست فوج تیار کرلی اور اچانک سلطان پر حملہ کردیا۔ سلطان ٹیپو کو مجبوراً شکست ماننی پڑی اور صلحنامے پر دستخط کرنے پڑے۔ صلح نامے کی پہلی شرط یہ تھی کہ ٹیپو سلطان اپنی نصف سلطنت دول ثلاثہ کے حوالہ کردے۔ دوم یہ کہ دو سال کے اندر تین کروڑ تیس ہزار روپیہ بطور جرمانہ انگریزوں کو ادا کرے اور جب تک یہ شرائط پوری نہ ہوجائیں دو شہزادوں کو انگریزوں کی پناہ میں رکھے۔ اس صلحنامہ پر ۲۴ رمئی ۱۷۹۲ء میں دستخط کئے گئے۔

لارڈ کارنوالس نے ٹیپو سلطان کے خلاف جو جنگ چھیڑی تھی اس کا کوئی معقول بہانہ اس کے پاس نہ تھا، اس لئے پارلیمنٹ میں اس کی مخالفت کی گئی۔ اس کے بعد لارڈ ولزلے نے سلطان پر یہ الزام لگایا کہ سلطان نے خفیہ طور سے اپنے ایک سفیر کو جزیرہ مارشس بھیجا ہے، تاکہ فرانسیسیوں کی مدد سے انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکال دے۔ وقت کے لحاظ سے بھی یہ الزام موزوں معلوم ہوتا تھا کیونکہ اسی زمانہ میں انقلاب فرانس کے بعد نپولین فرانسیسیوں فوجوں کو لے کر مصر پہنچ چکا تھا۔

انگریز کی پالیسی یہ تھی کہ سب سے پہلے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں کی سلطنت میں پھوٹ ڈالی جائے تاکہ وہ ان کے خلاف کبھی نہ ابھر سکیں۔ ولزلے نے ہندوستان کی رہی سہی آزادی کو کچلنے کی خاطر Sulesidary System یا "امدادی نظام" کو رواج دیا۔ مقصد یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے انگریزی فوج رکھیں۔ جو ریاستیں اس نظام کو قبول کریں برطانیہ ان کی پشت پناہی کرے اور جو انکار کریں انھیں نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس تجویز کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ فرانسیسیوں کو نظام دکن اور میسور اور مرہٹہ فوجوں سے خالی کر دیا جائے۔ سب سے پہلے ولزلے نے نظام دکن کو اس جال میں پھانسا۔ اس کی سلطنت میں انگریزی فوجیں بغرض حفاظت مقرر کی گئیں اور ان کے اخراجات کے لیے چند اضلاع لے لئے گئے۔ فرانسیسی عہدیدار برطرف کر کے انگریز عہدیدار مقرر کئے گئے۔ اس طرح تقریباً ہندوستان کی تمام ریاستیں اس چال کا شکار ہو گئیں۔ اور تمام ملک انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا۔ نظام کی قسمت کا فیصلہ کر کے لارڈ ولزلے مرہٹوں کی جانب متوجہ ہوا۔ یہاں بھی Divide and rule کی پالیسی پر عمل کیا گیا یعنی اس نے سندھیا کو اپنی طرف ملا کر پیشوا کے خلاف کر دیا اور ان دونوں میں جنگ چھیڑ دی۔ اس طرح لارڈ ولزلے کو اطمینان ہو گیا کہ نہ تو دکن اور میسور کی سلطنتیں آپس میں مل سکتی ہیں اور نہ مرہٹے انھیں کوئی امداد دے سکتے ہیں۔

اس کے بعد لارڈ ولزلے نے خفیہ طور پر سلطان کے خلاف جنگی تیاریاں شروع

کردیں۔ بظاہر وہ سلطان کو ایسے خطوط لکھتا رہا جس سے محبت اور اخوت کی بو آتی تھی۔ ولزلے کا مقصد یہ تھا کہ سلطان پر اچانک حملہ کرکے اسے حکومتِ برطانیہ کی شرائط منظور کر لینے پر مجبور کردیا جائے، جس طرح لارڈ کارنوالس کے زمانہ میں ہوچکا تھا۔ بہرحال سلطان کو جنگ کا کوئی خیال نہ تھا اور اس کی تصدیق اس کے کئی خطوط سے ہوتی ہے جو اس نے سرجان شور اور لارڈ ولزلے کو لکھے تھے۔ ۲۶ راپریل ۱۷۹۸ء کو وہ سرجان شور کو لکھتا ہے:

"آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ واپس یورپ تشریف لے جارہے ہیں اور آپ کی جگہ لارڈ ولزلے کا تقرر ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کے ساتھ بھی محبّت و اخوت ویسی ہی استوار رہے گی جیسی کہ اب ان دونوں سلطنتوں میں ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ لارڈ ولزلے کو اس دوستانہ تعلقات کی طرف توجہ دلائیں جو ہم دونوں میں ہے۔"

۱۰ رجولائی ۱۷۹۸ء کو سلطان لارڈ ولزلے کو لکھتا ہے:۔

"آپ کا دوستانہ خط جس میں آپ کے کلکتہ پہنچنے کا ذکر ہے، مجھے ملا۔ اور جس سے مجھے ایسی مسرت ہوئی کہ ظاہر نہیں ہوسکتی۔ خدا سے دعا ہے کہ آپ کامیاب ہوں۔ خدا کے فضل سے دونوں سلطنتوں میں برادرانہ محبت و اخوّت اور اتحاد کی بنیادیں بہت مضبوط ہیں۔ صلحنامہ کی تمام شرائط کی پابندی کرنا میرا اوّلین فرض ہے۔"

سلطان کی اس صلح پسندی کے باوجود انگریز اس کو مٹا دینے کی فکر میں تھے لارڈ ولزلے نے سلطان پر بے بنیاد الزام لگایا تھا کہ اس نے اپنا سفیر مارشش بھیجا ہے۔ کیونکہ اسی دوران میں فرانسیسی جزیرہ مارشش سے اپنے جنگی جہاز فرانس لے گئے تھے اور مصر میں دریائے نیل کی بحری جنگ میں نلسن نے نپولین کو شکست فاش دی تھی۔ ایسے حالات میں فرانسیسوں کا ہندوستان آنا ناممکن تھا۔

لارڈ ولزلے نے تکمیل مقاصد کی خاطر ٹیپو سلطان کے امراء کو روپے کا لالچ دے کر

اپنے ساتھ ملا رکھا تھا۔ غداروں کی فہرست میں میر صادق کا نام سرِفہرست ہے بقولِ علامہ اقبال ؎

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگِ آدم ننگِ دیں ننگِ وطن

اس کے علاوہ میر غلام علی لنگڑا، میر معین الدین، میر قمرالدین، بدرالزمان نائط، میر قاسم علی اور پورینا وغیرہ تھے۔ حیدرعلی نے ٹیپو کو لکھا تھا کہ میرے بعد میر صادق، پورینا اور میر غلام علی کو قتل کر دینا، ان کی نیتوں میں فتور ہے۔ ٹیپو نے یہ مشورہ قبول نہ کیا۔

ٹیپو نے میر صادق کو دیوان کے عہدے پر فائز کر رکھا تھا۔ میر صادق نے سلطان کے خلاف بے شمار سازشیں کیں۔ جب سلطان ٹیپو آخری مرتبہ انگریزوں سے لڑنے کو نکلا تو اس شخص نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا تاکہ سلطان فرار نہ ہو جائے۔ سلطان کی شہادت کے بعد اس کی اولاد کو تخت سے محروم کرنے کا مشورہ بھی اسی نے دیا تھا۔

پورینا کو سلطان نے وزیر مالیات بنا رکھا تھا جو انگریزوں کے مل کر برابر سازشیں کر رہا تھا۔

میر غلام علی کو ترکی میں سفیر مقرر کیا گیا تھا، اس نے سلطان ترکی کو بھیجے ہوئے تحائف میں سے بے شمار تحائف اپنے پاس رکھ لیے تھے، جس بناء پر اسے نظربند کر دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں وزارت بحریہ اس کے سپرد کر دی گئی تھی۔

میر قاسم کھلم کھلا انگریزوں کے ساتھ جا ملا تھا۔

سلطان ٹیپو کو جب لارڈ ولزلے کی جنگی کارروائیوں کی خبر ملی تو اس نے اس کو ایک خط لکھا کہ

"اس دنیا میں ہر بادشاہ کے کچھ دوست اور دشمن ہوتے ہیں اور ان میں چند ایسے نفوس بھی ہوتے ہیں جنکی بہبودی کا انحصار دو بادشاہوں کی جنگ پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر میری طرف سے کوئی شکایت آپ کے پاس پہنچی ہو تو سفیر بھیج کر معاملہ صاف

ہوسکتا ہے۔ تاکہ ملکوں میں امن و امان قائم رہے اور رعایا کو نقصان نہ پہنچے۔"

ولزلے نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم فوراً سبسڈیری الائنس میں شامل ہوجاؤ۔ اس کے بعد وہ مدراس چلاگیا۔ جہاں سلطان کے ایک اور خط کے جواب میں اس نے لکھا کہ

"ساحل کے سب شہر اور بندرگاہیں انگریزوں کے قبضہ میں دے دی جائیں اگر چوبیس گھنٹوں میں اس کا فیصلہ نہ کیا گیا تو جنگ شروع ہوجائے گی۔"

سُلطان ٹیپو اس کے لیے تیار نہ تھا لیکن مجبوراً اس کو یہ چیلنج قبول کرنا پڑا۔

سُلطان کے نمک حرام ملازموں میں سے لورینا اور میر صادق نے اپنی غداری کا پورا ثبوت دیا۔ آخر سلطان اپنے چند جاں نثاروں کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا شہید ہوگیا۔

شدیم خاک ولیکن ببوئے تربتِ ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد (فیضی)

تحریک اتحاد بین المسلمین

سلطان ٹیپو نے سلطنتِ خداداد کو انگریزوں سے بچانے کے لئے اگر ایک طرف اسلامی ممالک سے اتحاد کی درخواست کی تو دوسری طرف فرانس کے ساتھ جو انگریز کا زبردست حریف تھا، رشتہ جوڑا۔ ۱۹ر جولائی ۱۷۹۸ء کو جنرل ملارٹی نے اعلان کردیا کہ جو فرانسی تاجدارِ میسور کی امداد کے لئے جانا چاہتا ہے، بلا روک ٹوک جاسکتا ہے۔ اعلان کا مضمون یہ تھا:

آزادی ، مُساوات

اعلان منجانب این، جوزف ملارٹی گورنر جنرل جمہوریہ فرانس حکومتِ متحدہ۔ وراس آئیلد۔ "اے میرے ہم وطنو! میں نے ہمیشہ تم کو ملک وملت کی خدمت کے لئے تیار پایا ہے۔ آج تم سے ٹیپو سلطان کا تعارف کرانا چاہتا ہوں ٹیپو سلطان جنوبی ہند کا وہ جلیل القدر تاجدار ہے جو صرف یہ مقصد لے کر اٹھا ہے کہ انگریزوں کو

ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ اس کی ہمسایہ ریاستوں کے حکمراں انگریزوں کے ساتھ ملکر اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ ٹیپو کو آج تمہاری مدد کی ضرورت ہے، وہ تمہارے ہر قسم کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔ سامانِ اسلحہ بھی وہ خود مہیا کرے گا۔ وہ صرف اس موقع کے انتظار میں ہے، جب فرانسیسی اس کی مدد کو پہنچیں اور انگریزی حکومت کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر ہندوستان سے باہر پھینک دیں، اس لئے میری تم سے درخواست ہے کہ اس ذریعہ سے انگریزوں کے خون سے اپنی تلواروں کی پیاس بجھا کر دلوں کی بھڑاس نکال لو۔ ٹیپو ہماری افواج کا نہایت تزک و احتشام کے ساتھ استقبال کرے گا۔ اور اس امداد کے عوض وہ تمہیں مال مالا کردے گا۔ اور جنگ کے بعد جو فرانسیسی واپس ہونا چاہیں اُنھیں واپس بھیج دیا جائے گا۔"

۳۰ر جولائی ۱۷۹۸ء ملارٹی

اس اعلان کے بعد جنرل ملارٹی نے سلطان کے خطوط پیرس کے دربار عالیہ میں بھیجے، لیکن راستہ میں انگریزی جہاز نے فرانسیسی جہاز پر حملہ کرکے اُسے تباہ کردیا۔ اور سلطان کے خطوط دربار نہ پہنچ سکے[۱]

اگرچہ حیدرآباد دکن میں فرانسیسی سپاہ کافی تعداد میں موجود تھی لیکن اول تو والئ دکن سلطان ٹیپو کے مخالف تھا۔ دوم لارڈ ولزلے نے ان سپاہیوں کو فوج سے خارج کرنا شروع کردیا تھا۔ علاوہ ازیں فرانسیسی فوج انگریزوں سے شکست کھاچکی تھی، اس کا ہندوستان آکر انگریزوں کے ساتھ نبرد آزما ہونا بعید از قیاس تھا۔

دولتِ عثمانیہ روبہ زوال ہوچکی تھی۔ انگریزوں کا ان پر کافی تسلط تھا۔ چنانچہ سلطان سلیم نے انگریزوں کے اشارے پر ٹیپو سلطان کے نام ایک طویل خط لکھا۔ جس میں بتایا کہ

"فرانسیسی مسلمانوں کے دشمن ہیں، انھوں نے مصر پر قبضہ کرلیا ہے اور

---

[۱] "ٹیپو سلطان" از سجاد ہاشمی صفحہ ۱۱۱ ناشر ایم ثناء اللہ خاں، ریلوے روڈ۔ لاہور

جزیرۃ العرب کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں انگریز ہماری مدد کررہے ہیں۔ ہم نے سُنا ہے کہ فرانسیسی ہندوستان میں انگریزوں کے علاقے میں گڑبڑ کررہے ہیں۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ انگریزوں سے لڑائی کا مقصد ترک کردیں اور ان سے تعاون کرکے فرانسیسیوں کو ہندوستان سے باہر نکال دیں۔ اگر آپ کو انگریزوں سے کچھ شکایات ہوں تو ہمیں مطلع کیجیے، ہم ان کے ازالے کی سعی کریں گے۔"

ٹیپو سلطان نے اس کے جواب میں لکھا:

"ہمیں آپ سے اتفاق ہے کہ فرانسیسی بے وفا اور سنگدل ہیں ہم ان کی برائیوں سے آگاہ ہیں چونکہ انگریزوں نے ہمارے ملک پر تاخت کرنے میں پیش دستی کی ہے اس لئے ہم پر ان کے خلاف جہاد واجب ہوا ہے۔ آپ دعا کیجیے کہ اس جہاد میں ہمیں کامیابی ہو۔"

سُلطان ترکی اور فرانس سے مایوس ہو چکا تھا۔ اگر ترکی سلطان کا ساتھ دیتا تو اغلب تھا کہ انگریز سلطنتِ میسور پر دست درازی سے باز رہتے۔ اور یہ اتحاد اسلامی ایک زبردست اتحاد ہوتا۔ جس سے شاید تاریخ کے دھارے کا رُخ مڑ جاتا۔ لیکن اگر ایک طرف سلطان ترکی اپنی مشکلات میں گرفتار تھا تو دوسری طرف نپولین ہندوستان کی طرف پیش قدمی کرنے سے لاچار۔ نپولین نے سلطان کو ایک خط لکھا جس میں حالات کی تفصیل چاہی لیکن ابھی یہ خط سلطان ٹیپو کو پہنچا بھی نہیں تھا کہ مصر میں انگریزی بیڑے نے اچانک فرانسیسیوں پر حملہ کردیا۔ فرانسیسی بیڑے کی تباہی نے نپولین کو شام کی طرف بڑھنے کے لئے مجبور کیا۔ وہاں ترکوں نے اُس پر حملہ کردیا اور وہ بندرگاہ عکّہ میں محصور ہوگیا۔ ان حالات میں سلطان کی مایوسی کی کوئی حد نہ رہی۔

ٹیپو نے ایک سفارت ایران کو بھی بھیجی۔ اس وقت ایران میں کریم خان ژند

سریر آرائے سلطنت تھا، اس نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ ایران کی جو بندرگاہ ٹیپو سلطان پسند کرے لے لے اور اس کے عوض اسے ہندوستان کی ایک بندرگاہ دی جائے۔ لارڈ ولزلے نے اس اتحاد کو توڑنے کے لئے مراد آباد کے ایک شخص مسمی مہدی علی کو کمپنی کا ریذیڈنٹ بنا کر سرحدِ ایران و افغانستان پر متعین کیا تاکہ شیعہ سنّی اختلافات کی آگ بھڑکائے۔ یہ شخص اپنے ان عزائم میں کامیاب ہوا۔ یہ آگ اس قدر بھڑک چکی تھی جو ٹیپو سلطان اور شاہِ ایران کے بجھائے بھی نہ بجھ سکی۔ اب لے دیکر صرف ایک مسلمان بادشاہ یعنی زمان شاہ والیٔ افغانستان باقی تھا۔ زمان شاہ اور سلطان ٹیپو کے درمیان تعلقات کا قیام ایک تاریخی حادثہ کا رہینِ منّت ہے۔

۱۷۹۴ء میں جب فیض اللہ خاں والیٔ رام پور نے وفات پائی تو اس کی جگہ اس کا بڑا لڑکا محمد علی خاں جو انگریزوں کا حلیف تھا تخت پر بیٹھا، لیکن اس کے چھوٹے بھائی نے اسے قتل کرکے تخت پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے اسے معزول کرکے کمپنی کے علاقہ میں نظر بند کر دیا۔ یہاں سے وہ حج کے بہانے کلکتہ کی بندرگاہ سے روانہ ہوا، لیکن میسور کی بندرگاہ پر اتر کر سلطان ٹیپو کی پناہ میں آگیا۔ سلطان نے اسے کابل روانہ کر دیا۔ جہاں اس نے والیٔ کابل اور ٹیپو سلطان کے تعلقات استوار کرنے میں کافی مدد دی۔ زمان شاہ نے سلطان کے نام ایک خط لکھا دیا۔ جو سلطان کے وکلاء متعینہ دہلی (مول چند اور سبحان رائے) کے توسط سے سلطان تک پہنچا۔

۱۷۹۶ء میں شاہ اودھ اور انگریزوں کے مظالم سے تنگ آکر روہیلوں نے زمان شاہ سے امداد طلب کی۔ شاہ ۲۳ ہزار سپاہیوں کا لشکرِ جرّار لے کر روانہ ہوا، وہ ابھی لاہور پہنچا ہی تھا کہ اسے خبر ملی کہ اس کے بھائیوں نے ملک میں علم بغاوت بلند کر دیا ہے۔ چنانچہ سلطان کو واپس جانا پڑا۔

اس کے بعد سلطان ٹیپو نے میر محمد رضا اور میر حبیب اللہ کو منگلور سے کچھ تحائف دے کر کابل بھیجا، وہ براستہ کوئٹہ، چمن، قندھار کابل پہنچے اور نامہ و تحائف پیش کئے، یہ خط اتحاد بین المسلمین کی مخلصانہ خواہشات کا آئینہ دار تھا۔ اس کے چند

اقتباسات ملاحظہ ہوں :

"...... ایزد برتر و توانا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سعید ساعت میں مجھے یہ خوشخبری ملی ہے کہ اعلیٰ حضرت اپنی تمام تر صلاحیتیں دین مبین کے استحکام وحمایت میں صرف فرمار ہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی خدا پرستی، انصاف دوستی، دینی حمیت وغیرت اور اولوالعزمی کی خبریں تمام مسلمان دنیا کیلئے عموماً اور میرے لئے خصوصاً انتہائی خوشی کا باعث ہیں۔

یہاں کی یہ حالت ہے کہ ہر جمعہ کو دارالحکومت (سرنگاپٹم) کی جامع مسجدوں (مسجدِ اعلیٰ اور مسجدِ اقصیٰ) میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان جمع ہو کر ادائے نماز کے بعد اعلیٰ حضرت کے لیے جو اسلام اور حلقہ بگوشانِ اسلام کے حامی ہیں دشمنوں پر غلبہ و نصرت کی دعا کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ قادرِ مطلق اپنے بندوں کی دُعا ضرور سنے گا۔ اعلیٰ حضرت کو معلوم ہوا ہوگا کہ میری سب سے بڑی آرزو ہے کہ خدا کی راہ میں جہاد کروں، اسی ارادے کی برکت ہے کہ کفار کی سرزمین (دکن) میں خدائے بزرگ و برتر نے اس خطۂ اسلامی (سرکارِ خداداد) کی حفاظت کا بندوبست کر دیا ہے۔ اس کی مثال بالکل ویسی ہے جیسے کہ طوفان میں کشتیٔ نوح ......"

سلطان کی تجویز یہ تھی کہ زمان شاہ شمال کی جانب سے حملہ آور ہو کر مغل سلطنت کو مرہٹوں کے پنجوں سے نجات دلائے اور اس جگہ کسی لائق تیموری شاہزادے کو تاج وتخت کی ذمہ داری سونپ دے، پھر دکن کی طرف پیش قدمی کرے۔ ادھر سلطان ٹیپو جہاد کرتا ہوا زمان شاہ کی فوجوں سے جا ملے۔ زمان شاہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور بیش بہا تحائف کے ساتھ سلطان کے نام یہ نامہ بھیجا :۔

"..... آپ کے مبارک اور مستقیم ارادوں کا مرجع یہ ہے کہ کافر برباد ہوں اور رسولِ پاکؐ کے دین کا نور ہر جگہ پھیل جائے، اس لیئے ہم اپنے عساکرِ قاہرہ کے ساتھ بہت جلد کوچ کریں گے، اور کفّار و مشرکین کے خلاف جنگ کر کے

ان خطوں کو ضلالت کیش و بدکردار گروہوں کی لعنت سے پاک کردینگے تاکہ وہاں کے باشندے امن و راحت کی برکتوں سے شاد کام ہوں۔"

اس کے بعد زمان شاہ نے لارڈ ولزلے کو لکھا :

"ہم شاہ عالم کو مرہٹوں کی چیرہ دستیوں سے نجات دلانے کے لئے ہندوستان آنا چاہتے ہیں، انگریزوں کا فرض ہے کہ ان مقاصد میں معاونت کریں تاکہ مغل سلطنت کا اقتدار بحال ہوجائے۔"

زمان شاہ نے اسی مضمون کے خط ہندوستان کی بساطِ سیاست کے دو انگریزی مہروں (نظام اور شاہ اودھ) کے نام بھی روانہ کیے۔

جب ولزلے کو معلوم ہوا کہ اودھ کے معزول حکمران وزیر علی نے شاہ زمان کے پاس تحائف بھیجے ہیں اور اسے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت بھی دی ہے تو وہ بہت خائف ہوا۔ بعد میں جب اسے پتہ چلا کہ وزیر علی کے علاوہ نواب بنگال کے برادرِ نسبتی شمس الدولہ نے بھی شاہ زمان کو ہندوستان حملہ کرنے کی دعوت دی ہے تو وہ دفاعی منصوبے سوچنے لگا۔ اس کے ایک منصوبے کا ایک جزو تو یہ تھا کہ شاہ زمان کو اندرونی مشکلات میں اُلجھا دیا جائے تاکہ ہندوستان پر حملے کا خیال بھی اس کے دل میں نہ آئے۔ دوسرا منصوبہ یہ تھا کہ شمال میں زمان شاہ کے خلاف سکھوں، راجپوتوں اور شجاع سے اتحاد کیا جائے، جنوب میں وہ نظام اور مرہٹوں سے پہلے ہی اشتراک کرچکا تھا۔

اس نے مُراد آباد کے ایک باشندے کو (جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے) کمپنی کا ریذیڈنٹ بنا کر ایران اور افغانستان کی سرحد پر متعین کیا تھا تاکہ شیعہ سُنّی تنازعات کو ہوا دے۔ چنانچہ اس نے ایرانی دربار میں افغانوں کے شیعوں پر ظلم و ستم کے بے سروپا واقعات بیان کیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایران جوشِ حمیّت میں زمان کے باغی بھائی محمود کو امداد دینے پر آمادہ ہوگیا۔

شاہ زمان ایک جرّار لشکر لے کر ہندوستان کی سرحد میں داخل ہوا، ابھی وہ لاہور

تک ہی پہنچنے پایا تھا کہ اطلاع ملی کہ باغی بھائی محمود نے ایران سے نکل کر ہرات پر حملہ کر دیا ہے۔ زمان شاہ واپس پلٹا لیکن شکست کھائی۔ ظالم بھائی نے اس کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اور ٹیپو سلطان کی اُمید کی آخری شمع گُل کر دی، اور اب وہ میدان میں تنہا رہ گیا۔

اس موقع پر لارڈ ولزلے نے گورنر بمبئی ڈنکسن کو لکھا:

".... زمان شاہ ۴ رجنوری کو لاہور سے واپس چلا گیا۔ واپسی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس کا بھائی محمود بلخ کی سرحد پر نمودار ہو گیا تھا۔ تاریخوں کے تقابل سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمود کی یہ نقل و حرکت غالباً آپ کے ایجنٹ مہدی علی خاں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ کو مہدی علی کی کارگزاری پر مکمل اعتماد ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ دو لاکھ دس ہزار روپے کا عطیہ اس خدمت کے معاوضہ میں زیادہ نہیں"

اس طرح سلطان ٹیپو کا اتحادِ اسلامی کا حسین خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ تاہم سلطان کا نام زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جاوید نامہ میں علامہ اقبالؒ سلطان شہیدؒ کی شان میں مندرجۂ ذیل اشعار رقم کئے ہیں ؎

آن شہیدانِ محبت را امام — آبروئے ہند و چین و روم و شام
نامش از خورشید و مہ تابندہ تر — خاکِ قبرش از من و تو زندہ تر
عشق رازے بُود بر صحرا نہاد — تو ندانی جان چہ مشتاقاں داد
از نگاہِ خواجۂ بدر و حُنین — فقرِ سلطان وارثِ جذبِ حسینؓ

وقت سلطان زین سرائے ہفت روز
نوبتِ اُو در دکّن باقی ہنوز